75099 ـ منہج اہل سنت و الجماعت كی دعوت

سوال

ميرا ايك مسلمان دوست جو صوفی فكر ركھتا ہے اس نے ميرے ساتھ بہت بھلائی اور خير كے كام كيے ہيں اور وہ علماء كے دروس ميں ہميشہ شريك ہوتا ہے ميرے ليے اسے سلفی اور اہل سنت كے منہج كی دعوت دينا كس طرح ممكن ہے، كيونكہ علماء ميں ميری مدد كرنے والا كوئی نہيں، يہ بھی علم ميں رہے كہ صوفيوں كو مطمئن كرنا بہت مشكل ہے، اور خاص كر ان علماء كے درميان رہتے ہوئے، اور يہ بھی كہ وہ لوگ سلفي حضرات پر تكفير كی تہمت لگاتے ہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اللہ تعالی سے دعا ہے كہ آپ كو اپنے بھائی كے ليے دينی خيرخواہی كی حرص اور اس كے بھلائی كی كوشش ركھنے پر اجر عظيم عطا فرمائے، بلاشك بندے پر اللہ كی سب سے عظيم نعمت يہ ہے كہ وہ اپنے دل كو دعوت الی اللہ ميں مشغول ركھے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنكر كے فريضہ سے دل كو معمور كرتے ہوئے زندہ ركھے.

دعوت الی اللہ كا كام كرنے والا شخص اپنی دعوت ميں علم و بصيرت كا محتاج ہوتا ہے.

شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" ہوشمند اور عقل و خرد كے مالك اور دعوت الی اللہ كا خيال ركھنے والے مسلمان نوجوان ذرا اس فرمان باری تعالی پر تامل اور غور كرو:

كہہ ديجئے ميری راہ يہی ہے ميں اور ميرے متبعين اللہ كی طرف پورے يقين اور اعتماد و بصيرت كے ساتھ دعوت ديتے ہيں اللہ پاك ہے اور ميں مشركوں ميں سے نہيں يوسف (108).

يعنی جس كی دعوت دے رہے ہو اس كی بصيرت ہو، اور جسے دعوت دے رہے ہو اس كے حال كی بھی بصيرت ركھتے ہو، اور دعوت كی كيفيت كی بھی بصيرت ہونی چاہيے، تو اس سے يہ علم ہوا كہ دعوت كی كچھ شروط ہيں جن كا پايا جانا ضروری ہے ان ميں سے چند ايك درج ذيل ہيں:

اول:

جس کی دعوت دی جا رہی ہے اس کی بصیرت ہونی چاہیے یعنی جس کی دعوت دے رہا ہے اس حکم شرعی کا عالم ہو؛ کیونکہ ہو سکتا ہے وہ کسی ایسی چیز کی دعوت دے رہا ہو جس کے متعلق اس کا خیال ہو کہ وہ واجب ہے، لیکن شرع میں وہ واجب نہ ہو.

اس طرح وہ اللہ کے بندوں پر وہ کام لازم کر دے جسے اللہ نے لازم نہیں کیا، اور ہو سکتا ہے وہ کسی چیز اور کام کے ترک کرنے کی دعوت دے جس کے متعلق اس کا خیال ہو کہ وہ حرام ہے، لیکن اللہ کے دین میں وہ حرام نہ ہو، اس طرح وہ اللہ کے بندوں پر اللہ نے جو حلال کیا ہے اسے حرام کر دے.

دوم:

اسے مدعو یعنی جسے دعوت دی جا رہی ہے کے حال کا بھی علم و بصیرت ہونی چاہیے: آپ کے لیے مدعو کی حالت کا علم رکھنا ضروری ہے، اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے ؟ وہ بحث کی کتنی قابلیت رکھتا ہے ؟ تا کہ آپ اس کے ساتھ بحث و مناقشہ کرنے کی تیاری کر سکیں؛ کیونکہ اگر آپ اس طرح کے شخص کے ساتھ بحث و مناقشہ کرنے لگیں تو اس کے قوت مناظرہ اور مناقشہ کی بنا پر معاملہ آپ کے خلاف ہو جائیگا.

تو اس طرح آپ کے سبب حق پر آزمائش و مصیبت ہو گی یہ خیال مت کریں کہ باطل پر چلنے والا شخص ہر حال میں نرم اور ایزی ہوتا ہے.

سوم:

دعوت دینے والا دعوت کی کیفت کی بصیرت رکھتا ہو، اس لیے میں اپنے دعوت دینے والے بھائیوں کو ابھارتا ہوں کہ وہ دعوت میں حکمت نرمی اختیار کریں انہیں علم ہو کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اللہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے، اور جسے حکمت دے دی جائے تو اسے خیر کثیر عطا کر دی گئی اور اس سے نصیحت صرف عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں البقرۃ (269).

دیکھیں: فتاوی الحرم المکی (1063 - 1066) کچھ کمی و بیشی کے ساتھ.

مزید آپ سوال نمبر (2023) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

یہاں بعض امور کی نشاندہی اور تنبیہ کرنا ضروری ہے:

اول:

آپ عمومی اسلوب استعمال نہ کریں، مثلا یہ کہ آپ اصلا فکر صوفي اور تصوف پر بدعت و گمراہی کا حکم لگائیں، یا پھر سب صوفیوں پر گمراہ ہونے کا لیبل لگا دیں، بلکہ اپنی کلام میں اس حکم سے احتراز کریں، اس کی بجائے آپ یہ کہیں کہ صوفیوں یا کسی اور گروہ میں سے جو کوئی شخص بھی یہ فعل اور عمل کرے وہ بدعت کا مرتکب ٹھرے گا، یا اس طرح کی کوئی اور عبارت استعمال کریں.

علماء کرام نے مکمل تصوف پر گمراہی کا حکم نہیں لگایا بلکہ اسے تصوف کو تین اقسام میں تقسیم کیا ہے اور پھر اس میں سے جو سنت کے موافق ہے اور جو سنت کے منافی و مخالف ہے اس تفصیلا بیان کیا ہے.

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" متصوفہ کی دو قسمیں ہیں:

متصوفہ سنی، یعنی سنت پر عمل کرنے والے صوفیاء کرام اور متصوفہ بدعتی یعنی بدعات پر عمل کرنے والے صوفی، اور ان صوفیوں میں سے مقتصد قسم کے لوگوں میں بہت قلیل بدعات پائی جاتی ہیں، اور بعض کے ہاں بہت زیادہ، اور انہوں نے تصوف کو وحدۃ الوجود کا راہ بنا لیا ہے " انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن ابراہیم (1) فتوی نمبر (192).

اگرچہ اس وقت صوفیوں کی غالب اکثریت بدعات و گمراہی کا شکار ہے، اس کا تفصیلی بیان سوال نمبر (20375) اور (47431) اور (4983) کے جوابات میں گزر چکا ہے آپ اس کا مطالعہ ضرور کریں.

آپ کے لیے اس کے ساتھ اس طرح کی بات کر کے کلام کا آغاز کرنا ممکن ہے اور پھر آپ اپنے اس دوست کو کہیں کہ جو صوفی فکر رکھتا ہے کہ وہ خود فیصلہ کرے کہ کتاب و سنت کیا کہتی ہے اور اس کی صوفی فکر کس طرف لاتی ہے، اس لیے کتاب و سنت پر عمل کرنا فرض و ضروری ہے اگر وہ حق پر ہے تو الحمد للہ اور اگر کتاب و سنت کے مطابق اس کی یہ صوفی فکر باطل ہے تو ان شاء اللہ وہ اس سے رجوع کر لے گا.

دوم:

اور ا سکا سلفی اور اہل حدیث یعنی کتاب و سنت پر عمل کرنے والوں پر تکفیر کی تہمت لگانا کہ وہ لوگوں کو کافر کہتے ہیں، یہ تہمت تو ہم بہت دفع سن چکے ہیں، جس کے کافر ہونے کی دلیل ثابت ہو جائے اس کو کافر کہنے میں کوئی عیب اور غلط نہیں.

بلکہ عیب و غلط تو یہ ہے کہ جس کے خلاف دلیل مل جائے کہ وہ کافر ہو جائے اور اسے کافر نہ کہا جائے، ہم اس سے انکار نہیں کرتے کہ بعض سلفی حضرات کی طرف منسوب لوگ لفظ کفر کے اطلاق میں تساہل سے کام لیتے

ہیں، لیکن اہل سنت و الجماعت اور سلفی و اہل حدیث حضرات کا یہ طریقہ اور منہج نہیں.

کیونکہ اہل سنت و الجماعت یعنی سلفی اور اہل حدیث کہلوانے والے کسی کو صرف معصیت و نافرمانی کی بنا پر کافر نہیں کہتے چاہے وہ گناہ کبیرہ کا ہی مرتکب کیوں نہ ٹھرے، بلکہ اس کے لیے اس کا ثبوت ملنا ضروری ہے کہ اس کا وہ عمل کسی شرعی دلیل کے ساتھ کفر پر دلالت کرتا ہو اور پھر اس میں کسی کے کافر ہونے کی شروط کا پایا جانا اور اس کے موانع نہ ہوں تا کہ اس پر کفر کا حکم لگایا جا سکے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اہل سنت و الجماعت کا مسلك و مذہب یہ ہے کہ وہ اہل قبلہ کو صرف گناہ کی بنا پر کافر نہیں کہتے، اور نہ ہی فقط تاویل کی وجہ سے کافر قرار دیتے ہیں، بلکہ اگر فرد واحد میں نیکیاں اور بدیاں دونوں پائی جاتی ہیں تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (27 / 478).

اور ایك دوسری جگہ کہتے ہیں:

" کسی شخص کے لیے بھی کسی مسلمان شخص کو کسی غلطی اور خطا کی بنا پر اس وقت تك کافر قرار دینا جائز نہیں جب تك کہ اس کے کفر کی دلیل و حجت ثابت نہ ہو، اور جس کا یقینی طور پر اسلام ثابت ہو جائے تو وہ صرف شك کی بنا پر زائل نہیں ہو سکتا، بلکہ اس کا اسلام تو حجت قائم ہونے اور شبہ زائل ہونے کے بعد ہی زائل ہو گا " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (12 / 466).

اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اہل سنت اپنے مخالف کو کافر نہیں کہتے چاہے ان کا مخالف ۔ بعض اوقات ۔ کفر پر بھی ہو شیخ الاسلام رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اہل سنت کے آئمہ اور اہل علم میں عدل و انصاف اور رحمت ہے وہ اس حق کو پہچانتے ہیں جس پر ہیں اور سنت کے موافق اور بدعات سے سلیم ہیں، وہ اپنے مخالف کے معاملہ میں عدل و انصاف کرتے ہیں چاہے ان کا مخالف ان پر ظلم ہی کرے جس طرح اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، اور حق و انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، کسی قوم کی عداوت و دشمنی تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کر دے، عدل کیا کرو جو پرہیزگار کے زیادہ نزدیك ہے المآئدۃ (8).

اور وہ مخلوق پر رحم کرتے ہوئے ان کے لیے خیر و بھلائی اور ہدایت و علم چاہتے ہیں، نہ کہ ان کے لیے کوئی شر و برائی ...، اس لیے اہل علم و سنت اپنے مخالف کو کافر نہیں کہتے اگرچہ ان کا مخالف انہیں کافر بھی کہتا ہو؛ کیونکہ کفر ایك شرعی حکم ہے " انتہی

دیکھیں: الرد علی البکری (256 - 258).

سوم:

اگر آپ کے پا ساسے مطمئن کرنے کے لیے علم و دلائل نہیں اور اس کے شبہات کا جواب نہیں ہے تو پھر اس تك حق پہنچانے کے لیے مفید کتب اور کیسٹ وغیرہ استعمال کریں، یا پھر اپنے علاقے یا دوسرے علاقوں کے علماء سے رابط کر کے اور ان کے پاس جا کر ان سے سوال کریں اور اس کے شبہات کا ازالہ کریں، الحمد للہ آج کل تو سب لوگوں کے خیر و بھلائی کے وسائل میسر ہیں، آپ ان اشیاء میں سے کسی کو حقیر مت سمجھیں ہو سکتا ہے آپ کی جانب سے دی گئی کوئی کیسٹ ہی اس کی ہدایت کا باعث بن جائے.

چہارم:

آپ اس کی ہدایت و صحیح راہ پر آنے سے ناامید مت ہوں اسے دعوت دیتے رہیں، چاہے مدت کتنی بھی طویل ہو جائے، کئی ایسے ہیں جنہوں کئی دعوت و نصیحت کے کئی برس بعد توبہ کی اور صراط مستقیم پر آ گئے اور حق قبول کر لیا.

واللہ اعلم.